اختلافِ رائے کے آداب

درود شریف کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نبی پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما بھی مسجد میں تشریف فرما تھے جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو میں نے اللہ پاک کی حمد و ثنا کی اور نبیٔ رحمت، شفیعِ امت صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم پر درودِ پاک پڑھا پھر اپنے لیے دعا مانگی تو حضور خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم نے فرمایا: مانگو عطا کئے جاؤ گے، مانگو عطا کئے جاؤ گے۔

ترمذی، ابواب السفر، باب ماذکر فی الثناء علی اللہ...الخ، ص172، حدیث:593، دار الکتب العلمیہ

صَلُّوا عَلَی الحبیب! صلی اللہُ عَلٰی محمد

اختلافِ رائے اور صحابۂ کرام کا طرزِ عمل

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ چند صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے ساتھ ملک شام کی طرف نکلے۔ جب آپ رضی اللہُ عنہ ”سرغ“ بستی پر پہنچے تو آپ رضی اللہُ عنہ کو خبر ملی کہ ملک شام میں طاعون کی وبا پھیل گئی ہے۔ آپ رضی اللہُ عنہ نے قافلے میں موجود سب صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے ساتھ باری باری مشورہ کیا تو ان سب صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان میں وہاں جانے یا نہ جانے میں اختلافِ رائے قائم ہو گیا، بعض جانے کا کہہ رہے تھے اور بعض نہ جانے کا، بہرحال آپ رضی اللہُ عنہ نے جب ان تمام صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان سے مشورہ لے لیا تو حکم ارشاد فرمایا کہ تمام قافلے والے صبح واپس جائیں گے۔

اختلافِ رائے اور صحابۂ کرام کا طرزِ عمل

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہُ عنہ نے عرض کیا: ”اَفِرَارًا مِنۡ قَدَرِ اللّٰہِ حضور! یہ آپ نے کیا فیصلہ فرمایا ہے؟ کیا ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر واپس جائیں گے؟“ آپ رضی اللہُ عنہ نے ارشاد فرمایا: ”نَعَمۡ! نَفِرُّ مِنۡ قَدَرِ اللّٰہِ اِلٰی قَدَرِ اللّٰہِ ہاں! ہم اللہ پاک کی تقدیر سے بھاگ کر اس کی تقدیر کی طرف ہی لوٹیں گے۔ ذرا ایک بات بتاؤ! اگر تم حالتِ سفر میں اونٹ پر سوار ہو اور تمہیں ایک ایسی وادی میں اترنا پڑے جس کے دو کنارے ہوں، ایک سر سبز اور دوسرا خشک۔ وہاں اگر تم اپنا اونٹ چرنے کے لیے سر سبز کنارے پر چھوڑو تو اللہ پاک کی تقدیر سے ایسا کرو گے اور اگر خشک کنارے میں چھوڑ دو تو بھی اللہ پاک کی تقدیر سے ہی ایسا کرو گے۔“

اختلافِ رائے اور صحابۂ کرام کا طرزِ عمل

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ اتنے میں حضرت عبد الرحمن بن عوف تشریف لے آئے جو کسی حاجت کے لیے باہر گئے ہوئے تھے۔جب انہیں معلوم ہوا تو وہ فرمانے لگے کہ حضور اس معاملے میں میرے پاس ایک حدیث پاک ہے۔ میں نے اللہ پاک کے سب سے آخری نبی، رؤفٌ رحیم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ یعنی جب تم سنو کہ کسی علاقے میں طاعون کی وبا آگئی ہے تو وہاں مت جاؤ اور اگر تم ایسے علاقے میں موجود ہو جس میں طاعون کی وبا ہے تو اس سے ڈر کر وہاں سے مت بھاگو۔امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہُ عنہ نے اپنی رائے کی موافقت میں جب یہ حدیث مبارکہ سنی تو آپ نے اللہ پاک کی حمد و ثنا بیان کی اور پھر سب واپس لوٹ آئے۔

بخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون، ص1448، حدیث: 5729، ملخصاً.

اختلافِ رائے اور صحابۂ کرام کا طرزِ عمل

پیارے اسلامی بھائیو! ہر شخص کا کسی شے کو دیکھنے، پرکھنے اور اس کے بارے میں سوچنے کا انداز دوسرے سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ ہر انسان کی عمر، تعلیم، تجربہ اور مہارت الگ ہوتی ہے، اسی کی بنیاد پر وہ کسی ایشو پر اپنی جداگانہ رائے رکھتا ہے۔ دو افراد کی رائے میں کچھ نہ کچھ مماثلت (Resemblance) تو ہوسکتی ہے تاہم 100 فیصد اتفاق ہونا دُشوار ترین ہے کیونکہ اختلافِ رائے ہماری معاشرتی، سماجی اور گھریلو زندگی کا ایسا حصہ ہے جسے ہم سب شعوری طور پر تسلیم بھی کرتے ہیں[1] اور اختلافِ رائے ہونے کے ساتھ درست رائے کو ماننا سنتِ صحابہ ہے جیسا کہ ہم نے سنا بھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے درمیان ہونے والے اختلافِ رائے میں اس رائے کو ترجیح دی اور قافلے والوں کو واپس کیا جو حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مطابق تھی۔

(1) ماہنامہ فیضان مدینہ ستمبر 2020ء، ص23، 24، ملتقطاً وبتغیر قلیل

اختلافِ رائے میں ایک غلط تصور

پیارے اسلامی بھائیو! بہت مرتبہ اختلاف رائے بڑھ کر جھگڑے کی صورت اختیار کرلیتا ہے جس سے معاشرے (Society) میں بگاڑ بڑھتا ہے، اگر اختلافِ رائے کے آداب پر عمل کرلیا جائے تو بات بگڑنے سے بچا جاسکتا ہے۔

ماہنامہ فیضان مدینہ ستمبر 2020ء، ص 24

اختلافِ رائے کے آداب

✿ اختلافِ رائے کے اظہار سے پہلے کھلے ذہن کے ساتھ اپنی رائے پر خود غور کرلیں کہ کہیں میں غلطی پر تو نہیں؟ پھر اگر اپنی رائے غلط ثابت ہو تو اندر کی بات کو اندر ہی ختم کرڈالیں اور قلبی سکون پائیں۔ ✿ اگر آپ کو اپنی رائے دُرست لگے تو دیکھ لیجئے کہ اس کا اظہار ضروری بھی ہے یا نہیں؟ بالخصوص ایسی جگہ پر جہاں خاموش رہنے میں کوئی نقصان نہ ہو رہا ہو مثلاً چائے کھانے کے بعد پی جائے یا تھوڑا ٹھہر کر؟ یہ ایسا مسئلہ نہیں ہے جس پر دوسروں سے اُلجھا جائے، ہاں! آپ سے رائے لی جائے تو بتادیجئے۔ ✿ ہر جگہ اختلافِ رائے کا حق جتا کر بحث مباحثہ میں نہ کُودیں کیونکہ بن مانگے اپنی رائے دینے سے قدر و قیمت (Value) جاتی رہتی ہے، ہوسکتا ہے کہ لوگ آپ سے چِڑنے لگیں کہ یہ ہر معاملے میں ٹانگ اَڑادیتا ہے، اس لئے حتی الامکان پوچھے جانے پر ہی اپنی رائے دیجئے۔

اختلافِ رائے کے آداب

✿ اختلافِ رائے کے اظہار کا انداز مہذب اور شائستہ ہونا چاہئے، طنزیہ اندازِ گفتگو، دوسروں کو جاہل اور بے وقوف قرار دینا، جھاڑنا، جارحانہ انداز اختیار کرنا دوسروں کے لئے باعثِ تکلیف ہوتا ہے اور آپ کا امپریشن (Impression) بھی بگڑتا ہے۔ ✿ دوسروں کے اختلافِ رائے کے حق کو بھی تسلیم کریں، بحث کرکے انہی کو اپنی رائے بدلنے پر مجبور نہ کریں بلکہ گفتگو کے نتیجے میں آپ پر اپنی رائے کی غلطی ظاہر ہو تو اسے دُرُست کرکے بڑے پن کا مظاہرہ کیجئے۔ ✿ اگر دونوں فریق اپنے اپنے مؤقف پر ڈٹے ہوئے ہوں اور فیصلہ کرنا بھی ضروری ہو تو کسی باصلاحیت اور ماہر شخص سے اپنے اختلافِ رائے کا فیصلہ کروالیں۔ ✿ اگر آپ کی رائے کو فوقیت مل جائے تو شیخیاں نہ بگھاریں کہ دیکھا میں نے اسے کیسا خاموش کروایا، میرے سامنے تو بڑے بڑے بولنا بُھول جاتے ہیں۔

اختلافِ رائے کے آداب

✿ آپ غالب ہوں یا مغلوب! دونوں صورتوں میں فریقِ ثانی کی غیبتوں میں نہ پڑیں، اس پر تہمتیں نہ لگائیں اور نہ ہی اپنے دل میں اس کا بُغض بٹھائیں۔ ✿ اختلاف رائے کو اپنے اور سامنے والے فریق تک محدود رکھیں بلا ضرورت تیسرے کو اس کی ہوا بھی نہ لگنے دیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس طرف ہماری بالکل توجہ نہیں، اوپر سے سوشل میڈیا واٹس ایپ، ٹویٹر، فیس بک وغیرہ نے ایسی آسانیاں دے دی ہیں کہ کوئی بھی نادان اپنے گھر، گلی محلے یا دوستوں کے درمیان ہونے والی بات کو پوری دنیا کے سامنے پیش کر سکتا اور اپنی جگ ہنسائی کروا سکتا ہے۔ اللہ پاک ایسوں کو عقلِ سلیم عطا فرمائے۔

✿ اختلاف رائے کسی سے بھی ہو! اس کے نتیجے میں آپسی تعلقات میں کھنچاؤ نہ آنے دیں۔[1]

(1)...ماہنامہ فیضان مدینہ ستمبر 2020ء، ص 24

امیر اہلسنت دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ کا سہانہ انداز

پیارے اسلامی بھائیو! اگر کوئی ہماری بات سے درست اختلاف کرے تو فوراً قبول کر لیں۔اس معاملے میں امیر اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبِلال محمد اِلیاس عطار قادری دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ کا مبارک اَنداز دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کوئی آپ کی بات سے اختلافِ رائے کرتا ہے اور بالفرض وہ درست رائے رکھتا ہے تو آپ فوراًاسے قبول فرمالیتے ہیں بلکہ اس کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اسے جزائے خیر کی دُعاؤں سے بھی نوازتے ہیں، اگر بالفرض اس کی رائے درست نہ ہو تو اَحسن طریقے سے اُس کی ایسی اِصلاح فرماتے ہیں کہ اُسے اِس بات کا اِحساس ہی نہیں ہوتا کہ میری بات کو قبول نہیں کیا گیا۔(1)

پیارے اسلامی بھائیو! امیرِ اہلسنت دامت بَرَکَاتُہُمُ العالیہ نے اپنے مکتوبات میں اختلاف رائے کی احتیاطیں بھی ذکر فرمائی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں :

(1) نجات دلانے والے نیک اعمال، ص 265

اختلافِ رائے کی احتیاطیں

اگر کوئی ہماری غَلَطی بتائے تو ضِد و بحث میں اپنا اور دوسروں کا قیمتی وقت برباد کئے بغیر بتانے والے کو اپنا محسن تصور کرتے ہوئے شکریہ کے ساتھ فوراً غلطی تسلیم کر کے ازالہ کر دینے میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ ✿ اپنے ذمے داران کی اطاعت کرتے ہوئے طے شدہ تنظیمی اُصولوں پر کاربند رہنے والے کا وقار بلند ہوتا اور اسلامی بھائیوں کے دلوں میں اس کیلئے جگہ بنتی ہے نیز وہ تنظیمی خطاؤں سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے۔ ✿ تنظیمی اصولوں اور ذمے داروں پر تنقید، اپنے تَجرِبات کو بُنیاد بنا کر اصولوں سے ہٹ کر کام کرنا وغیرہ اکثر گناہوں کے دروازے کھولتا اور تنظیمی ماحول کو پراگندہ کرتا ہے۔ ✿ جس تنظیم میں رہنا ہو اس میں دوام پانے کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ جہاں جہاں شریعت منع نہ کرے وہاں اس کے طریقِ کار پر آنکھیں بند کر کے عمل کیا جائے۔

اختلافِ رائے کی احتیاطیں

✿ اگر کوئی اُصول یا طریقِ کار سمجھ میں نہ آئے تو صرف انہیں سے رجوع کیا جائے، جنہوں نے وہ اُصول وغیرہ وضع کیا (یعنی بنایا) ہو، خبردار! کسی اندھے گونگے اور بہرے تو کیا پتھر کے آگے بھی تنظیمی پالیسیوں پر اعتراض نہ کیا جائے، کسی کی تنظیمی خطا کا دوسروں کے آگے بلا کسی شرعی مصلحت کے خواہ مخواہ تذکرہ کرنے سے اکثر غیبتوں، تہمتوں، بدگمانیوں اور طرح طرح کے فتنوں کے دروازے کُھلتے ہیں، ممکنہ صورت میں براہ راست اُسی سے بات کر لی جائے جس سے خطا سرزد ہوئی،

اختلافِ رائے کی احتیاطیں

بصورت دیگر دعوت اسلامی کی تنظیمی (جو کہ عام طور پر دینی کام کرنے والوں کو معلوم ہوتی ہے اُس) ترکیب کے مطابق مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی جائے پھر بھی ناکامی ہو جائے تو شرعاً اجازت سے چُپ سادھ لی جائے۔ جو اِن مدنی پھولوں کو اپنے دل کے مدنی گلدستے میں سجا کر رضائے الٰہی کیلئے خوب اخلاص کے ساتھ دعوت اسلامی کے دینی کاموں میں مشغول ہو، راہِ دین میں آنے والی آزمائشوں پر صبر کرے، دشواریاں نرمی اور حکمتِ عملی سے دور کرے، اِن شاءَ اللہ الکریم ضرور کامیابی اس کے قدم چومے گی۔ [1]

(1) ماہنامہ فیضان مدینہ اپریل 2017ء، ص 21

اختلاف کے وقت منصب کا لحاظ

پیارے اسلامی بھائیو! جب کسی شخص یا کسی رائے میں اختلاف ہو تو وہاں رائے دیتے وقت اس کے منصب کا لحاظ رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ اگر کوئی چھوٹے منصب والا اپنے سے اعلیٰ منصب والے سے کسی معاملے میں اختلاف رکھتا ہے تو اپنی رائے پیش کرتے وقت اس کے منصب کا خیال رکھے اور اگر بڑا شخص اختلاف کر رہا ہے تو وہ بھی منصب میں کم شخص کی عزتِ نفس کا خیال رکھے اور ایسے الفاظ کا چناؤ کرے کہ اس کی تحقیر کا سبب نہ بنے اور پھر یہاں ایک خاص بات کا خیال رکھنا بھی بہت ضروری ہے کہ اگر رائے دینے والے شخص کی رائے نہ مانی جائے تو دل میں بغض نہ رکھے اور اگر مان لی جائے تو غرور نہ پیدا ہونے پائے کہ اگر میری رائے نہ ہوتی تو معاملہ فہمی ہی نہ ہو پاتی۔

اختلاف کے وقت منصب کا لحاظ

حضرت عبد اللہ بن عبَّاس رضی اللہُ عنہما سے مروی ہے کہ امیر المومنین حضرتِ عمر فاروق رضی اللہُ عنہ مجھے بَدری بزرگ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کے ساتھ جگہ دیا کرتے تھے ایک بار انہوں نے امیر المومنین سے پوچھا کہ آپ اس بچے کو ہمارے ساتھ کیوں رکھتے ہیں حالانکہ ہمارے بچے بھی اس کی طرح ہیں؟ تو آپ رضی اللہُ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا علمی مقام آپ جانتے ہیں۔ ایک دن آپ رضی اللہُ عنہ نے تمام بَدری صحابہ کو بلایا اور مجھے بھی ساتھ ہی بلالیا۔ عبد اللہ بن عبّاس رضی اللہُ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ انہیں میرے بارے میں بتانے کے لیے ہی ان سب کو جمع کیا تھا۔

اختلاف کے وقت منصب کالحاظ

چنانچہ امیرُ المومنین رضی اللہُ عنہ نے ان بزرگوں سے فرمایا کہ﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ۝۱﴾ (ترجمۂ کنز الایمان: جب اللہ کی مدد اور فتح آئے) کا شانِ نزول کیا ہے؟ اُن میں سے بعض نے فرمایا کہ ہمیں اللہ پاک کی طرف سے مدد ملنے اور فتح نصیب ہونے پر اللہ پاک کی حمد اور اس سے اِسْتِغْفَار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں اس کے بعد آپ رضی اللہُ عنہ نے مجھے فرمایا اے ابنِ عباس کیا آپ بھی اس کے متعلق یہی کہتے ہیں؟ تو میں عرض کی کہ نہیں بلکہ یہ آقائے دوعالم، جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وقتِ وصال کی خبر ہے جو اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بتائی تھی۔ ﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ۝۱﴾ میں فتح سے مراد فتح مکہ ہے اور یہ فتح ہی آپ کے وِصالِ پُر مَلال کی علامت ہے۔﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَ اسْتَغْفِرْهُ ؔ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝۳﴾ (ترجمۂ کنز الایمان: تو اپنے رب کی ثناء کرتے ہوئے پاکی بولو اور اُس سے بخشش چاہو بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے)۔ حضرت عمر رضی اللہُ عنہ نے یہ جواب سن کر ارشاد فرمایا میں بھی اس کہ بارے میں وہی جانتا ہوں جو آپ جانتے ہیں۔

بخاری، کتاب المغازی، باب منزل النبی یوم الفتح، ص 1067، حدیث 4294، دار المعرفۃ بیروت

دلیل سے اختلاف کیجیے

اختلاف کرنے کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ اختلاف دلیل کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ جب تک مدمقابل کی رائے کے خلاف کوئی پختہ دلیل نہیں ہوگی اسکی رائے کو فقط ذاتی جذبات کی بنیاد پر رد کرنا ناممکن ہے۔ جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے شہزادے حضرت ابراہیم رضی اللہُ عنہ کا وصال ہوا تو سورج کو گہن لگا جس پر بعض لوگوں نے کہا کہ یہ حضرت ابراہیم کی وفات کی وجہ سے ہوا ہے تو امام الانبیا والمرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ بے شک سورج اور چاند یہ اللہ پاک کی نشانیوں میں دو نشانیاں ہیں کسی کی پیدائش یا وفات کی وجہ سے ان کو گہن نہیں لگتا لہذا جب تم ان کو گہن لگا دیکھو تو اللہ پاک سے دعا کرو اور نماز (صلوۃُ الکسوف / صلوٰۃُ الخسوف) پڑھو یہاں تک کہ گہن ختم ہو جائے۔[1]

(1)..بخاری، کتاب الالکسوف، باب الدعاءفی الخسوف، ص315، حدیث: 1060، ملخصاً

مجلسِ شوریٰ کے مشوروں سے ماخوذ مدنی پھول

✿ حق بات کو تسلیم نہ کرنا، گھٹیا لوگوں کا انداز ہے، اچّھے لوگ حق بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ [1] ✿ اِختلافِ رائے تو ہوتا ہے لیکن مخالفت نہیں ہونی چاہیے، اگر کوئی مشورہ دے تو اُس کو سُنیے، اہمیت (اَہم۔می۔یت) یعنی قدر و منزلت دیجئے اگر واقعی قابلِ عمل ہے تو قبول کرلیجئے۔ [2]

اللہ پاک ہمیں حق قبول کرنے اور درست رائے ماننے والا بنائے اور ہماری دنیا و آخرت کو بہتر فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

صلُّوا علَی الحبیب! صلَّی اللہُ علٰی محمد

(1)....مدنی مشورہ مرکزی مجلس شوریٰ، 13 تا 18 شوّال المکرم 1438ھ مطابق 8 تا 13 جولائی 2017ء

(2)....مدنی مشورہ مرکزی مجلس شوریٰ، 19 تا 24 ربیع النور 1429ھ مطابق 28 مارچ تا 2 اپریل 2008ء